© rasailojaraid.com

سید محمد معاویہ بخاری

یہ منصوبہ کس کا ہے؟

معروف لبنانی ادیب ودانشور ''خلیل جبران'' نے کہا تھا...... انسان بڑا بہروپیا ہے۔ اپنے گندے اعمال کومنافقانہ توجیہات سے جواز فراہم کرنا اور اپنے بدہیئت ظاہری وجود کورنگارنگ خولوں میں ڈھانپ لینا اسے خوب آتا ہے...... یہ بھی اچھی ہی بات ہے......اگر انسان کو بہروپ بھرنا بھی نہ آتا تو یہ دنیا اس بے ہنری کے سبب انسان کے ننگے چہروں کی وجہ سے بدترین جگہ ہوتی۔

خلیل جبران کے شعلہ بار قلم سے یہ جملے شاید اس حقیقت کا ادراک ہوجانے کے بعد ہی سرزد ہوئے تھے۔ جب اس نے جانا کہ......انسانی معاشروں میں فکر ونظر کی پامالی، قول وفعل کے تضاد، مکر وفریب کی پرداخت، دین ووطن کے خلاف سازشوں اور طے شدہ اصول وقانون سے بغاوت کے رویے سراسر ذاتی ومادی مفادات کے حصول کے لیے ہی پروان چڑھتے ہیں اور ان کی تاریخ نہایت قدیم ہے۔ ہر عہد کے ظل الٰہی......نخوت وتکبر کے سریئے جن کی گردنوں میں تنے رہے اور عوامی حمایت حاصل ہونے کی خام خیالی نے طول اقتدار کے فارمولے وضع کرنے پر جنہیں اکسایا' ان کے گھناؤنے کردار کی گرہیں جب بھی کھلی ہیں' لوگ ورطۂ حیرت میں آگئے ہیں۔ کبھی کسی کو یقین نہیں آیا کہ وہ شخصیات جن کے گرد محبوبیت وتقدس مآبی کے ہالے تعمیر ہوتے رہے، تعریف وتوصیف اور پارسائی کے قصیدے لکھے جاتے رہے' ان کے اجلے دامن بھی سیاہ کرتوتوں کی راکھ سے بری طرح آلودہ ہیں۔ ماضی میں رونما ہونے والے ناگفتہ حالات وواقعات کے ایک چشم دید گواہ مرحوم ''قدرت اللہ شہاب'' کا یہ تجزیہ کس قدر درست معلوم ہوتا ہے کہ گورنر جنرل غلام محمد سے لے کر بعد کے تمام فوجی وسول حکمرانوں تک ایک ہی ریت مستحکم ہوتی رہی اور وہ یہ کہ لیلائے اقتدار ہر حال میں ان کی کنیز بنی رہے۔ اور اس کی مرمریں بانہیں صرف انہی کی گردنوں میں حمائل رہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ شوقِ ناہموار قومی مفاد کے نام سے معنون ہوا اور قومی مفاد کی حامل عشرت ومستی کی انہی ساعتوں میں ملک وقوم کو ایسے فیصلوں اور مرحلوں سے آزمایا اور گزارا گیا' جو تاریخ سیاست میں آج بھی شرمندگی وندامت کا تکلیف دہ باب ہے۔

گذشتہ تین ہفتوں کے دوران پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر آنے والی خبروں کی تفصیلات بتا رہی ہیں کہ قومی مفاد میں پاک اسرائیل تعلقات کا ایک نیا باب رقم ہونے جا رہا ہے۔ تیزی سے طے پاتے معاملات سے اندازہ لگانا مشکل نہیں رہا کہ پلوں تلے سے کتنا پانی بہہ گیا ہے۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ حالات وواقعات کے ریلے ایک کے بعد ایک اٹکھیلیاں کرتے بہت دور جا پہنچے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جولائی ۲۰۰۵ء کے وسط میں یہ خبریں گردش کرنے لگی تھیں کہ اسرئیل' امریکی منصوبے کے مطابق فلسطین میں غزہ کے علاقے سے اپنا ۳۸ سالہ قبضہ ختم کرنے پر رضامند ہوگیا ہے اور آئندہ چند دنوں میں وہاں قائم یہودی بستیوں سے انخلاء کا عمل شروع ہوجائے گا۔ عالمی میڈیا پر اس حوالے سے آنے والی خبروں کو خصوصی اہمیت و کوریج دی جارہی تھی۔ حتیٰ کہ پھر پہلی یہودی بستی سے انخلاء کا عمل شروع ہوگیا اور عالمی رائے عامہ کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لیے تیار کی گئی۔ منصوبہ بندی کے مطابق میڈیا نے روتے چیختے زن و مرد یہودیوں کو جبراً گھسیٹتے ہوئے اٹھا کر ٹرکوں میں ڈالنے اور علاقے سے دور لے جانے کے مناظر دکھانے شروع کر دیئے۔ اسرائیل کے بارے میں عالمی سطح پر جو مجموعی تاثر قائم ہے' وہ ایک ضدی، ہٹ دھرم، خودسر، اکھڑ مزاج، بدتمیز اور نافرمان کا ہے لیکن غزہ سے یہودیوں کے انخلاء کے بعد اس تاثر میں نہ صرف کمی واقع ہوئی ہے بلکہ فلسطینی قیادت پر دباؤ بڑھ گیا ہے کہ وہ ان اقدامات کے جواب میں مزاحمت پسند تنظیم حماس کو نکیل ڈالنے کے لیے پیش رفت کرے۔ غزہ سے اسرائیلی فوج اور ناجائز بستیوں کا خاتمہ بے شک اپنی جگہ اہم واقعہ ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسرائیل اس ادھورے اقدام کا لالی پاپ دے کر فلسطینیوں کو بہلانا اور عالمی سطح پر ان کے لیے موجود ہمدردیوں کی مقدار کم کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ ویسٹ بنک کے علاقہ میں ابھی تک اسرائیل کا قبضہ باقی ہے اور وہ اسے خالی کرنے پر آمادہ نہیں۔ بلکہ مستقبل میں بھی اس کا امکان نظر نہیں آتا۔ ماہِ اگست کے دوران یہ خبر بھی گردش کرنے لگی تھی کہ پاکستانی حکومت نے اسرائیل سے رابطہ کیا ہے لیکن حکومتی ذرائع نے اس حوالہ سے کوئی تصدیق نہیں کی تھی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اندرون خانہ رابطوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور اس کے لیے غزہ کی یہودی بستیوں کے خاتمے کو بنیاد بنایا گیا۔

انتہائی ذمہ دار ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ امریکن جیوش کانگریس کے صدر ''جیک روزن'' کی قیادت میں ایک یہودی وفد نے مئی ۲۰۰۵ء میں اسلام آباد کا خفیہ دورہ کیا تھا۔ وفد نے صدر جنرل مشرف سے بھی (۹۰) منٹ طویل ملاقات کی تھی۔ اس ملاقات کے دوران مسئلہ فلسطین' اسرائیل سے معمول کے تعلقات، مسلم انتہا پسندی، دہشت گردی اور صدر مشرف کے نظریۂ روشن خیالی پر تفصیلی گفتگو ہوئی تھی۔ ملاقات میں امریکن جیوش کانگریس کے سربراہ نے صدر مشرف کو اپنے دورۂ امریکہ کے دوران جیوش کانگریس سے خطاب کرنے کی باضابطہ دعوت بھی دی جو بخوشی قبول کر لی گئی۔ امریکی وفد کے دوسرے ارکان میں جیوش کانگریس کے سینئر ایڈوائزر فار ان افیئر ز ''فل بیوم'' اور کانگریس کے انٹرنیشنل افیئر ز کے ڈائریکٹر ''ڈیوڈ ور'' شامل تھے۔ ذرائع کے مطابق امریکی یہودی کانگریس کے تینوں اہم رہنماؤں نے ملاقات پر اطمینان ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ صدر مشرف جرأت مند، پر اعتماد اور معاملہ فہم شخصیت ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ منفی سیاسی و عوامی ردّ عمل کے پیش نظر یہودی وفد کی اسلام آباد آمد کو خفیہ رکھا گیا۔ (بحوالہ ''نوائے وقت'' ۹ رستمبر ۲۰۰۵ء)

اسرائیل سے خفیہ روابط کا سلسلہ ۶۰ برس پرانا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پاک اسرائیل تعلقات کی بنیاد قیام پاکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے پہلے ہی رکھ دی گئی تھی۔آنجہانی سرظفر اللہ خان غیر منقسم ہندوستان کا پہلا سرکاری افسر تھا‘جس نے ستمبر۱۹۴۵ء میں ارضِ فلسطین یا (مجوزہ اسرائیل) کا دورہ کیا تھا۔سرظفر اللہ خان انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی کا پیروکار تھا اور تامرگ اسی سے وابستہ رہا۔وہی مرزا قادیانی جس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنا کشف بیان کرتے ہوئے کہا تھا:

میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں‘ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔عالم کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جوا اٹھائیں گے۔(تجلیاتِ الٰہیہ ۔از مرزا قادیانی۔صفحہ۳۳طبع قادیان)

سرظفر اللہ نے اسرائیل کا دورہ اس وقت کیا تھا‘جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر اور مختلف نشیب و فراز سے گزرتی منطقی انجام کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی اور دوسری جانب عالمی سازش گرامت مسلمہ کی پیٹھ میں زہر آلود خنجر اتارنے کے لیے یہودی ریاست ’’اسرائیل‘‘ کے قیام پر متفق ہو چکے تھے اور ارض فلسطین کی حد بندیاں بھی تقریباً مکمل ہو چکی تھیں۔مجوزہ یہودی ریاست ’’اسرائیل‘‘ کے دورہ پر جاتے ہوئے سرظفر اللہ نے لندن میں مختصر قیام کیا تھا اور وہاں اس کی ملاقات اسرائیلی منصوبہ کے انچارج اور ’’جیوش پولیٹکل کمیٹی‘‘ کے اہم رکن ’’چیین ویزمین‘‘ سے ہوئی تھی۔اس ملاقات میں ویزمین نے سرظفر اللہ کو ایک سفارشی خط دیا جو دراصل طے شدہ اسرائیلی ریاست کے علاقوں میں جانے کا اجازت نامہ تھا۔سرظفر اللہ اس خط کے توسط سے ہی وہاں پہنچا اور یہودی رہنماؤں سے متعدد ملاقاتیں کی تھیں۔اپنے دورے سے واپسی پر ظفر اللہ خان نے بتایا تھا کہ یہودی رہنماؤں سے ملاقات میں باہمی دلچسپی کے امور پر بات ہوئی ۔اس کے علاوہ ہندوستان میں درپیش حالات اور مستقبل کے مشترکہ مفادات بھی زیر گفتگو رہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد سرظفر اللہ کو نوزائیدہ مملکت خداداد پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کر دیا گیا۔اس حیثیت میں بھی ظفر اللہ خان نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔اس کا کہنا تھا‘اس سے پہلے کہ اسرائیل بھارت کے ساتھ تعلقات کی بنیاد رکھے،اسرائیل کے ساتھ ہمیں اپنے تعلق کو مضبوط بنالینا چاہیے۔اسی خواہش اور قومی مفاد کے پیش نظر۱۴رجنوری ۱۹۵۳ء کو سرظفر اللہ نے امریکہ میں اسرائیل کے سفیر ’’ابا ایبان او ر پولیٹکل قونصل‘‘ گریون رافیل سے نیویارک میں ملاقات کی تھی۔واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ اس ملاقات میں اسرائیلی سفارتکاروں نے سرظفر اللہ کو پیشکش کی تھی کہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرلے تو وہ مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی کھلی حمایت کرنے کے لیے تیار ہیں۔درون پردہ ترتیب پانے والی کہانیوں سے آگاہ معتبر لوگ گواہی دیتے ہیں کہ پاک اسرائیل تعلقات ۶۰ء کی دہائی تک بڑی مہارت سے پروان چڑھتے رہے لیکن ملکی و قومی مفاد کے عنوان سے چلنے والے اس معاملہ سے پوری قوم بے خبر تھی۔جبکہ دوسری طرف سرظفر اللہ کے بعد ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیاء الحق ، بے نظیر بھٹو، میاں نواز شریف کے عہد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اقتدار میں بھی اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے کی کوششیں مسلسل جاری رہیں۔ایم ایم احمد، صاحبزادہ یعقوب خاں، عابدہ حسین، اکرم ذکی سمیت اور کئی جانے پہچانے نام ہیں جو اس حوالہ سے سامنے آرہے ہیں۔

تشویش کی بات یہ ہے کہ ۶۰ برس بعد ایک بار پھر ملکی وقومی مفاد کے تحت اسرائیل سے تعلقات کی بات چل نکلی ہے۔صدرِ مملکت وزیر اعظم اور وزیر خارجہ تک وہی جملے ارشاد فرمارہے ہیں جو سر ظفراللہ نے کہے تھے کہ......ان روابط کے ذریعے مسئلہ کشمیر کے حل میں مدد ملے گی اور بھارت کا راستہ کاٹا جاسکے گا۔چار برس پہلے جب نائن الیون کا واقعہ رونما ہوا اور ہم اچانک فرنٹ لائن سٹیٹ قرار پاگئے تھے اور واراون ٹیرر کا سربراہ افغانستان کے بوریا نشینوں پر آتش وآہن برسانے پر تل گیا تھا' تب بھی اسلام آباد سے یہی فرمان جاری ہوا تھا کہ ہم ملکی وقومی مفاد میں اس مہم کا حصہ بن رہے ہیں۔جس کے اجر میں نہ صرف امریکی تجوریوں کا رخ ہمارے کاسۂ گدائی کی طرف مڑ جائے گا بلکہ کشمیر کاز کو بھی اس سے تقویت حاصل ہوگی۔کوئی نہیں جانتا یاران تیز گام کے نزدیک نفع ونقصان کے پیمانے کیا ہیں؟ مگر اندھے نشیبوں میں تیزی سے لڑھکتے حالات کا زرد چہرہ صاف بتارہا ہے کہ زندگی اور موت میں کتنا فاصلہ باقی رہ گیا ہے؟

اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے کا سلسلہ سر ظفراللہ قادیانی سے آغاز ضرور ہوا تھا مگر جس فتنہ پرور کی قیادت وسیادت پر اس کا ایمان تھا۔شواہد یہ بتارہے ہیں کہ اسی کے متبعین پر مشتمل ٹولہ ہی عالمی سازش گروں کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں مرکزی کردار ادا کررہا ہے۔پاکستانی عوام کے منتخب ادارے ''قومی اسمبلی'' سے ماورا اقدامات آئین وقانون سے روگردانی کے مترادف ہیں لیکن بڑی ڈھٹائی سے کہا جارہا ہے کہ اسرائیل سے تعلقات کا معاملہ پارلیمنٹ میں لانا ضروری نہیں۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکستان کے پہلے متفقہ آئین ۱۹۷۳ء اور منتخب ادارے ''قومی اسمبلی'' سے انتقام لیا جارہا ہو کیونکہ اسی آئین کے تحت ہی ۱۹۷۴ء میں قادیانی گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔پاکستانی عوام کو بالعموم، اہل فکر ودانش اور سیاسی زعماء کو بالخصوص بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کرنا چاہیے کہ اصولی موقف پر مبنی ہمارے نظریاتی اہداف یکے بعد دیگرے بے وقعت کس کے ایماء پر اور کیوں بنائے جارہے ہیں؟ ہمیں فکرمندی سے سوچنا اور جاننا چاہیے کہ یہ منصوبہ کس کا ہے؟ اور کون لوگ اس کے لیے سرگرم عمل ہیں؟ خاکم بدھن! کہیں مرزا قادیانی کا شیطانی ''کشف'' تو حقیقت نہیں بنایا جارہا؟

☆......☆......☆

© rasailojaraid.com